Biannual Research Journal
OPEN ACCESS
AL-IDAH
Published by
SHAYKH ZAYED ISLAMIC CENTRE
UNIVERSITY OF PESHAWAR
PESHAWAR PAKISTAN
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
الإیضاح
شیخ زاید مرکز اسلامی
www.al-idah.pk
JUL - DEC 2021
VOL:39 ISSUE:2

دعویٰ سے متعلق اسلامی قانون: ایک تجزیاتی مطالعہ

Islamic Law Regarding Claim: An Analytical Study

Issue: http://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/issue/view/35

URL: *http://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/article/view/778.*

Article DOI: *https://doi.org/10.37556/al-idah.039.02.0778*

Author(s): Hidayat Ullah Khan

Ph.D. Scholar in Islamic Studies, Gomal University Dera Ismail Khan Email: hidayatullah.at@gmail.com

Qari Wahed Bukhsh

Assistant Professor, Department of Islamic Studies and Arabic, Gomal University, Dera Ismail Khan. Email: drwahid917@gmail.com

Citation: *Hidayat Ullah Khan and Qari Wahed Bukhsh 2021. Islamic Law Regarding Claim: An Analytical Study. Al-Idah . 39, - 2 (Dec. 2021), 179 - 194.*

Received on: 01 – Sep - 2021
Accepted on: 11 – Nov - 2021
Published on: 24 – Dec - 2021

Publisher: *Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar, Al-Idah – Vol: 39 Issue: 2 / July – Dec 2021/ P. 179 - 194.*

cc BY
Islamic Research Index
Crossref
DOAJ DIRECTORY OF OPEN ACCESS JOURNALS
AUSTRALIAN ISLAMIC LIBRARY
INTERNATIONAL Scientific Indexing
INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL

Abstract:
Islam is a complete code of life; consequently ,as it describes the particulars of worships with full detail ,similarly ,it also has a full package of principles in social ,economic, individual and collective matters and the this comprehensiveness is the distinction of Islam . So, in daily life, if one claims his right over someone, and the other denies it, Islam has a full guidance regarding this matter, which is called "Claim" in Islamic Law. In this article, full account has been given about claim, conditions for the accuracy of claim, Islamic method to prove one,s claim and also Oath in the perspective of Islamic teachings.

Keywords:
Islam, Islamic Law, Claim, Worships, Social, Economic, Deny, Oath.

اسلام ایک جامع نظامِ حیات پیش کرتا ہے، چنانچہ جس طرح اسلام میں عبادات کی تعلیمات پوری تفصیل کے ساتھ موجود ہیں اس طرح اجتماعی و انفرادی، معاشرتی و معاشی تعلیمات بھی اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ چنانچہ روزمرہ زندگی میں ایک شخص اگر کسی حق کا دعویٰ کرے اور دوسرا اس سے انکار کرے تو اس بارے میں اسلامی شریعت ایک سیر حاصل بحث رکھتا ہے جس کو قانونِ دعویٰ کا نام دیا گیا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دعویٰ اور اس کے مسائل پر بحث کی جاتی ہے۔

جن امور پر دعویٰ کے مسائل کا دار ومدار ہے ان میں سب سے اہم بات مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان فرق کی شناخت ہے اور دعویٰ کی تعریف کا جاننا ہے۔ اس لئے مندرجہ ذیل سطور میں ان پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

دعویٰ کی تعریف: صاحب بنایہ فرماتے ہیں:

الدعوى لغة قول يقصد به إيجاب حق على الغير.وفي الشرع: الدعوى: إضافة الشيء إلى نفسه في حالة المنازعة"[۱]

ترجمہ: "دعویٰ لغت میں اس قول کا نام ہے جس سے انسان دوسرے آدمی پر حق واجب کرنے کا ارادہ کرے جب کہ اصطلاحی تعریف میں جھگڑے کے وقت کسی چیز کو اپنی طرف منسوب کرنا ہے۔"

دعویٰ کے ارکان: دعویٰ کے ارکان درج ذیل ہیں:

(الف) مدعی:

مدعی کے لفظی معنی دعویٰ کرنے والے کے ہیں جبکہ اصطلاح میں مدعی وہ شخص ہے جس کو خصومت پر مجبور نہ کیا جائے، یعنی دعویٰ کرنے کے بعد اگر وہ دعویٰ کو ترک کرنا چاہے تو اس کو ترک کر دے اس پر کسی طرح کا جبر نہیں ہے اس وجہ سے کہ اس کا اپنا حق ہے جب وہ اپنا حق چھوڑ دیتا ہے تو کوئی اس کو مجبور نہیں کر سکتا گویا کہ اس نے معاف کر دیا جیسا کہ امام قدوری فرماتے ہیں:

"المدعي: من لا يجبر على الخصومة إذا تركها"[۲] **ترجمہ:** مدعی وہ شخص ہے جس کو خصومت پر مجبور نہ کیا جائے جب وہ اس کو چھوڑ دے۔

(ب) مدعیٰ علیہ:

مدعیٰ علیہ وہ شخص ہے جس پر دعویٰ کیا جائے اور اصطلاحی معنی میں وہ شخص ہے جس کو خصومت پر مجبور کیا جائے یعنی مدعی کے دعویٰ کرنے کے بعد اس پر جواب دینا لازم ہے۔ خصومت سے اعراض کرنے کی اجازت نہیں ہے اس لئے کہ اس سے دوسرے کا حق ضائع ہو جاتا ہے اس وجہ سے اس پر جبر ہو گا جیسا کہ امام قدوری فرماتے ہیں:

"والمدعى عليه: من يجبر على الخصومة "[۳] **ترجمہ:** "اور مدعی علیہ وہ ہے جس کو خصومت (جھگڑے) پر مجبور کیا جائے۔"

(ج) مدعیٰ: مطالبہ کا مقصد مدعیٰ کہلاتا ہے۔ جس کے لئے زیادہ رائج نام مدعیٰ بہ ہے۔

دعویٰ کی صحت کے شرائط: مجلۃ الاحکام العدلیۃ میں صحتِ دعویٰ کی درج ذیل شرائط بیان کی گئی ہیں:

(۱) مدعی اور مدعیٰ علیہ دونوں کا عاقل ہونا شرط ہے۔

(۲) مدعیٰ علیہ کا معلوم و متعین ہونا شرط ہے۔

(۳) دعویٰ کے وقت فریق مخالف کا موجود ہونا بھی شرط ہے۔

(۴) جس چیز کا دعویٰ کیا جائے وہ معلوم ہو، مجہول نہ ہو۔

(۵) اگر مدعیٰ بہ کوئی منقول شئے ہو اور عدالت میں موجود ہو تو مدعی اس شئے کی طرف اشارہ کر کے یہ کہے کہ یہ میری ہے۔

(۶) اگر مدعیٰ بہ مختلف الجنس اور مختلف صفات کی چیزیں ہوں تو ان کی مجموعی قیمت کا ذکر دعویٰ میں کافی ہو گا۔

(۷) اگر دمدعیٰ بہ کوئی غیر منقول شی ہو تو لازم ہے کہ شہر، گاؤں، گلی اور حدود اربعہ یا تین طرف کی حدود بیان کی جائیں۔

(۸) اگر مدعی حدود کو صحیح بتائے مگر رقبہ بتانے میں غلطی کر جائے تو اس کے دعویٰ کی صحت کے لئے یہ بات مانع نہ ہو گی۔

(۹) اگر مدعیٰ بہ کوئی دَین ہو تو لازم ہے کہ دعویٰ میں اس کی جنس، نوع، اس کی صفت اور اس کی مقدار بیان کی جائے۔

(۱۰) اگر مدعیٰ بہ کوئی مال ہو تو لازم نہیں کہ وجہ ملکیت بیان کی جائے۔

(۱۱) اقرار کا حکم یہ ہے کہ وہ حق کا دعویٰ جس کا اقرار کیا گیا ہے، ظاہر ہو جائے۔

(۱۲) مدعیٰ بہ (جس حق کا دعویٰ کیا جائے) قابلِ ثبوت ہونا شرط ہے۔

(۱۳) کسی دعویٰ کے ثبوت پر غور کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مدعیٰ علیہ ایسا ہو جسے عدالت کوئی حکم دے سکے یا جس کے ذمے کچھ عائد کیا جاسکے۔[۴]

اثبات دعویٰ کے شرعی طریقے:

شریعت اسلامیہ میں دعویٰ دائر کرنے کے لئے نہ گواہوں کی ضرورت ہے، نہ قَسم کی، نہ بیان حلفی کی، البتہ دعویٰ دائر ہو جانے کے بعد جب قاضی مناسب سمجھے تو گواہوں کی یا قَسم کی ضرورت پیش آتی ہے۔ دعویٰ حدود کا ہو یا قصاص کا، اموال کا ہو یا دوسرے معاملات کا ہر ایک بغیر گواہوں اور قَسم کے دعویٰ دائر کر سکتا ہے۔ اثبات دعویٰ کے شرعی طریقے چار ہیں اور انکی ترتیب اس طرح ہے:

(۱) اقرار (۲) شہادت (۳) قسم (۴) قرائن۔

جب کوئی مدعی دعویٰ دائر کرتا ہے تو دعیٰ علیہ کو طلب کرکے اس سے پوچھا جائے اگر وہ مدعی کے مطلوبہ حق کا اقرار کرے تو یہ اثباتِ دعویٰ کی بہترین صورت ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو مدعی کے ذمہ لازمی ہے کہ وہ شہادتیں مہیا کرکے ثبوت بہم پہنچائے۔ اگر شہادتوں سے قانونی تقاضے پورے ہو جائیں تو دعویٰ ثابت ہو جائے گا اور فیصلہ مدعی کے حق میں ہو جائے گا۔ اگر مدعی اس سلسلے میں ناکام رہا تو پھر تیسری صورت مدعیٰ علیہ پر قسم ہے۔ اگر وہ قسم اُٹھالے کہ مدعی کا دعویٰ بے بنیاد ہے تو مقدمہ خارج ہو جائے گا۔ اسی طرح قرائن کے ذریعے بھی دعوے کا ثبوت ہوتا ہے لیکن ثبوت دعویٰ کا یہ طریقہ کبھی تو نامکمل اور ناقابلِ یقین ہوتا ہے اور کبھی مکمل اور پورا ذریعۂ ثبوت ہوتا ہے، لہٰذا اس پر انحصار کرنے میں مکمل احتیاط لازمی ہے۔

عہد نبویؐ میں دعویٰ دائر کرنے کی مثال:

عہد نبویؐ میں دعویٰ دائر کرنے کا نظام نہایت سادہ اور آسان تھا، نہ عرضی نویس کی ضرورت تھی، نہ بیان حلفی کی، نہ کورٹ فیس تھی نہ کوئی اور رکاوٹ۔ مدعی آکر کہہ دیتا اور آپؐ شریعت کے مطابق فیصلہ فرمادیتے۔ چنانچہ زنا کا ایک فیصلہ جو عہد نبویؐ میں اس امت کے سب سے بڑے قاضی حضورؐ نے کیا، اس کے بارے میں بخاری شریف میں ہے:

"جَاءَ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ: صَدَقَ، اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأْذَنْ لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ، قَالَ: «تَكَلَّمْ» قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا - قَالَ مَالِكٌ: وَالعَسِيفُ الأَجِيرُ - زَنَى بِامْرَأَتِهِ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَجَارِيَةٍ لِي، ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ العِلْمِ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّ مَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ، أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ» وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا، وَأُمِرَ أُنَيْسٌ الأَسْلَمِيُّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الآخَرِ، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا، فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا"[۵]

ترجمہ: "ایک دیہاتی آیا اس نے کہا اے اللہ کے رسول ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے فیصلہ کر دیجئے پھر اس کا خصم (مدعی علیہ) اٹھا اس نے کہا اس نے سچ کہا: ہمارے درمیان کتاب الٰہی سے فیصلہ فرما دیجئے اور مجھے بولنے کی اجازت دیجئے، فرمایا، بولئے۔ کہا کہ میرا بیٹا اس کے پاس مزدور تھا۔ اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ مجھے خبر دی گئی کہ میرا بیٹا رجم ہوگا تو میں نے اس کے فدیہ میں سو بھیڑیں اور ایک باندی دی۔ پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال تک جلا وطن کیا جائے گا اور اس کی بیوی رجم ہو گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں آپ کے مابین کتاب اللہ کے ذریعے فیصلہ کروں گا۔ آپ کو آپ کی بھیڑیں اور باندی واپس کی جائے گی اور آپ کے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال جلا وطن کیا جائے گا اور انیس اسلمیؓ کو فرمایا کہ اس عورت کو لے آؤ، اگر وہ اعتراف کرے تو اس کو رجم کرو۔ اس نے اعتراف کیا اور رجم کی گئی۔"

کتنی آسانی سے مقدمہ درج ہو گیا کہ انہوں نے اپنی بات کو حضورؐ کے سامنے پیش کیا آپؐ نے فیصلہ فرمایا، لڑکے کو زنا پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی کی سزا سنائی اور عورت کو رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ کس قدر سادہ، جلد، منصفانہ، بے لوث فیصلہ سامنے آیا امت محمدیہ کے لئے یہی اسوہ حسنہ ہے۔

وہ معاملات جن میں مدعی علیہ سے قسم نہیں لی جاتی:

نو چیزیں ایسی ہیں جن میں ابو حنیفہؒ کے نزدیک منکر یعنی مدعی علیہ سے قَسم نہیں لی جاتی ہیں اور وہ نو چیزیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ **نکاح:** مرد نے کسی عورت پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس عورت کے ساتھ نکاح کیا ہے اور عورت اس کا انکار کرتی ہے یا عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد اس کا منکر ہے تو امام صاحبؒ کے نزدیک منکر کو قسم نہیں کھلائیں گے۔

۲۔ **رجعت:** اگر شوہر نے بیوی کو طلاق رجعی دی اور عدت گزر جانے کے بعد شوہر دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے عدت کے اندر رجعت کر لی تھی اور عورت انکار کرتی ہے کہ اس نے رجعت نہیں کی تھی اور شوہر کے پاس گواہ بھی نہیں ہیں تو امام صاحبؒ کے نزدیک عورت کو قسم نہیں کھلائیں گے بلکہ بغیر قسم کے ہی فیصلہ کر دیں گے کہ رجعت نہیں ہوئی تھی یا بر عکس ہو۔

۳۔ **فئی:** ایلاء کی مدت گزر جانے کے بعد شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے مدت ایلاء میں ایلاء سے رجوع کر لیا تھا جبکہ بیوی انکار کرتی ہے اور شوہر کے پاس گواہ نہیں ہے تو بیوی کو اس بارے میں قسم نہیں کھلائیں گے یا بر عکس ہو۔

۴۔ **رِق:** اگر کسی شخص نے ایک مجہول النسب پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور مجہول النسب اس کا انکار کرتا ہے اور دعویٰ کرنے والے کے پاس گواہ نہیں ہے تو امام صاحبؒ کے نزدیک غلام کو قسم نہیں دی جائے گی، یا بر عکس ہو۔

۵۔ **استیلاد:** اگر کسی باندی نے اپنے آقا پر دعویٰ کیا کہ میں نے ان کے نطفہ سے ایک بچہ جنا ہے اور آقا نے اس کا انکار کیا اور عورت کے پاس گواہ نہیں ہے تو آقا کو قسم نہیں دی جائے گی، نیز اس صورت میں بر عکس جاری نہیں ہوگا۔

۶۔ **نسب:** ایک شخص نے ایک مجہول النسب پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے یا یہ میرا باپ ہے اور مجہول النسب نے اس کا انکار کیا یا مجہول النسب نے اس بات کا دعویٰ کیا اور اس شخص نے اس کا انکار کیا تو منکر کو قسم نہیں دی جائے گی یا بر عکس ہو۔

۷۔ **ولاء:** ایک شخص نے ایک مجہول النسب آدمی کے بارے میں دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو آزاد کیا ہے اور میں اس کا آقا ہو اس کا ولاء مجھ کو ملے گا اور وہ شخص انکار کرے کہ میں اس کا آزاد کردہ غلام نہیں ہو اور نہ میری ولاء اس کو ملے گی اور دعویٰ کرنے والے کے پاس گواہ بھی نہیں ہے تو اب منکر کو قسم نہیں کھلائیں گے یا بر عکس ہو۔

۸۔ **حدود:** ایک شخص نے دوسرے پر ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو حد واجب کرتی ہو مسئلہ زنا یا چوری کا دعویٰ کیا اور وہ شخص اس کا منکر ہے تو منکر کو قسم نہیں کھلائیں گے۔

۹۔ لعان: عورت نے اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ پر زنا کی تہمت لگائی ہے لہٰذا اس پر لعان ہے اور شوہر اس کا انکار کرتا ہے عورت کے پاس گواہ نہیں ہے تو شوہر سے قسم نہیں لی جائے گی۔

صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے نزدیک حد اور لعان کے علاوہ تمام چیزوں میں قسم لی جائے گی جیسا کہ امام قدوریؒ فرماتے ہیں:

"ولا يستحلف في النكاح والرجعةوالفيء في الإيلاء والرق والاستيلاد والنسب والولاء والحدود

وقال أبو يوسف ومحمد: يستحلف في ذلك كله إلا في الحدود والقصاص"[6]

ترجمہ: "اور قسم نہیں لی جاتی نکاح میں، رجعت میں، ایلاء سے رجوع کرنے میں، غلامی میں، ام ولد، نسب میں، ولاء میں، حدود میں اور لعان میں اور صاحبین نے فرمایا کہ قسم لی جائے گی ان تمام میں سوائے حدود اور لعان کے۔"

معاملہ غصب میں قسم کا طریقہ:

اگر ایک شخص نے کسی دوسرے شخص پر کسی غصب کا دعویٰ کیا اور مدعی کے پاس گواہ موجود نہیں تو مدعی علیہ سے ان الفاظ میں قسم لی جائے گی کہ بخدا یہ مدعی مجھ پر شئ معضوب کی واپسی کا استحقاق نہیں رکھتا ہے اور ان الفاظ میں قسم نہیں لی جائے گی کہ بخدا میں نے غصب نہیں کیا ہے کیونکہ کبھی آدمی غصب کرتا ہے لیکن مالک غاصب کو شئ معضوب ہبہ کرتا ہے یا غاصب کے ہاتھ فروخت کردیتا ہے یا کبھی غاصب تاوان دے کر شئ معضوب کا ملک ہو جاتا ہے چنانچہ اگر مدعی علیہ سے یہ قسم لی گئی کہ میں نے غصب نہیں کیا تو اس صورت میں مدعی علیہ کا نقصان ہوگا لہٰذا اس سے نقصان دور کرنے کے لئے یوں قسم لی جائے کہ مدعی مجھ پر مال غصب کی واپسی کا حق نہیں رکھتا ہے۔ صاحب عنایہ فرماتے ہیں:

"وَيَسْتَحْلِفُ فِي الْغَصْبِ بِاَللَّهِ مَا يَسْتَحِقُّ عَلَيْك رَدَّهُ وَلَا يَحْلِفُ بِاَللَّهِ مَا غَصَبْت"[7]

ترجمہ: "اور قسم لی جائے گی غصب میں کہ اللہ کی قسم مستحق نہیں ہے یہ اس چیز کے واپس لینے کا اور یوں قسم نہیں کھائے گی کہ اللہ کی قسم میں نے غصب نہیں کی۔

مندرجہ بالا بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ دعویٰ ثابت کرنے کے طریقے اقرار، گواہی، قسم اور تصدیق شدہ وثیقہ جات ہیں۔

قسم میں نیابت کا قانون:

گواہوں میں تو نیابت ہو سکتی ہے مگر قسم میں کسی کو نائب بنانا درست نہیں:

"وَلَا تَدْخُلُ الْيَمِينَ النِّيَابَةُ، وَلَا يَحْلِفُ أَحَدٌ عَنْ غَيْرِهِ"[8]

ترجمہ: "قسم میں نیابت داخل نہیں ہوتی اور نہ کوئی کسی کیطرف سے قسم اٹھا سکتا ہے۔"

قسم کے بعد گواہوں کا قانون:

جب مدعی، مدعی علیہ کی قسم کے بعد عود کرے اور گواہ پیش کرے تو کیا اس کا دعویٰ قبول ہوگا؟ اس مسئلہ میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں قبول نہیں کیا جائے گا بعض کہتے ہیں قبول کیا جائے گا اور ان میں سے بعض تفصیل کے قائل ہیں:

"أما مالك والغزالي من الشافعية فقد قالوا: بجواز تقديم المدعي البينة على صدق دعواه بعد يمين المدعى عليه متى كان جاهلا وجود البينة قبل عرض اليمين.أما إذا فقد هذا الشرط بأن كان عالما بأن له بينة واختار تحليف المدعى عليه اليمين، ثم رأى بعد حلفها تقديم بينته، فلا يقبل منه ذلك"[۹]

ترجمہ: "امام مالکؒ اور امام غزالیؒ شافعیؒ نے کہا مدعی علیہ کی قسم کے بعد مدعی کے لئے اپنے دعویٰ کی صداقت پر گواہ قائم کرنے جائز ہیں، جبکہ وہ گواہوں کے پائے جانے سے قسم پیش ہونے سے قبل ناواقف تھا لیکن جب یہ شرط معدوم ہو جائے کہ اسے اپنے گواہوں کا علم تھا اور اس نے مدعی علیہ سے قسم لینا پسند کیا پھر اس کی قسم کے گواہوں کو پیش کرنا چاہا تو اس سے یہ گواہ قبول نہیں کئے جائیں گے۔"

گواہوں پر اقسام کا قانون:

عصرِ حاضر میں دنیا کی عدالتوں میں گواہوں سے قسمیں لی جاتی ہیں۔

"Witness in English law courts must give their evidence under the sanction of an oath, or of what is equivalent to an oath." [10]

ترجمہ: "انگریزوں کے قانونِ عدالت میں گواہ کو حلف کے ساتھ یا حلف کے برابر شہادت کے ساتھ گواہی دینا لازمی ہے۔"

"India witnesses sometimes insist upon the oath being administered by a Brahmin. When a Chinese witnesses is to be sworn, a saucer is handed to him which he takes and kneeling down, break into fragments."[11]

ترجمہ: "عام طور پر ہندوستانی گواہوں سے حلف برہمن لیتے ہیں۔ چین میں گواہ کے حق میں ایک پرچ (پلیٹ) دی جاتی ہے جسے وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔"

عصر جدید کے عدالتی قانون کی تائید:

اسلام میں متقدمین کا فیصلہ عموماً یہی رہا ہے کہ گواہوں پر قسم نہیں البتہ شہادت سے قسم کا معنی متصور ہوتا ہے جیسا کہ صاحب قاموس نے لکھا ہے:

"وأشْهَدُ بكذا، أي: أحْلِفُ" [۱۲] ترجمہ : "میں اس کی شہادت دیتا ہوں یعنی قسم اٹھاتا ہوں۔اور فقہاء نے بھی اشھد باللہ اور اشھد کو قسم قرار دیا ہے۔"

عصر جدید میں چونکہ عدالتی نظام میں شہادت زور (جھوٹی شہادت) نے بڑی ہلچل پیدا کر دی ہے جس کی وجہ سے کسی قاضی یا جج کا انصاف کی منزل تک پہنچنا اور انصاف سے فیصلہ کرنا بعید از قیاس ہوگیا ہے اسلئے فقہاء اسلام نے بھی یہی قانون پاس کیا ہے کہ گواہوں کی شہادت کو قسم سے تقویت دی جائے تاکہ ڈر کر لوگ صحیح بات کہیں کیونکہ انصاف کا سارا مدار گواہی اور قسم پر ہے پاکستانی قانون تو خالی قسم سے بھی چند قدم آگے نکل گیا ہے یعنی لعان والی قسم عائد کر دی چنانچہ پاکستانی عدالتوں میں حسب ذیل الفاظ سے حلف لیا جاتا ہے۔ "جو کچھ کہوں گا اپنے ایمان سے سچ کہوں گا سچ کے سوا کچھ نہ کہوں گا نہ ہی کوئی بات چھپاؤں گا، اگر جھوٹ بولوں یا کوئی بات چھپاؤں تو اللہ تعالیٰ کا مجھ پر عذاب نازل ہو"۔

مجلۃ الاحکام العدلیہ کے قانونِ قسم پر سیّد سابق کا تبصرہ:

سید سابق نے مجلّہ الاحکام العدلیہ کے اس قانون کو سراہا ہے جس میں شاہدین کی شہادت قسم سے مستحکم کر دی ہے۔ نیز انہوں نے فقہاء کے حوالے سے اس کی تائید بھی کی ہے اور مخالفین کی مخالفت کا بھی تذکرہ کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ " بلاشبہ اس زمانے میں گواہوں کی عدالت نامعلوم ہو چکی ہے لہٰذا اسے قسم کے ساتھ تقویت دینا واجب ہے" اور مجلّہ احکام عدلیہ میں بھی بیان کیا گیا ہے:

"إذا ألح المشهود عليه على الحاكم قبل الحكم بتحليف الشهود: أنهم لم يكونوا في شهادتهم كاذبين وكان هناك لزوم لتقوية الشهادة باليمين، كان للحاكم أن يحلف الشهود وأن يقول لهم: إن حلفتم قبلت شهادتكم وإلا فلا ". [۱۳]

ترجمہ : "کہ جب مشہود علیہ حاکم پر گواہوں کی قسم کے حکم سے قبل اصرار کرے کہ وہ اپنی گواہی میں جھوٹے نہیں تھے تو اس جگہ گواہی کو قسم سے تقویت دینا لازم ہوگا، حاکم پر لازم ہے کہ گواہوں سے قسم لے اور ان سے کہے اگر تم قسم اٹھاؤ تو تمہاری گواہی قبول کی جائے گی ورنہ نہیں"۔اس کے علاوہ یہ بھی فرمایا:

"وقد ذهب إلى هذا ابن أبي ليلى وابن القيم ومحمد بن بشير قاضي قرطبة، ورجحه ابن نجيم الحنفي، وعند الاحناف: أن الشاهد لا يمين عليه لان لفظ الشهادة يتضمن معنى اليمين.وعند الحنابلة: لا يستحلف شاهد أنكر تحمل الشهادة ولا حاكم أنكر الحكم ولا وصي على نفي دين على موص " [۱۴]

ترجمہ : "اسی کی طرف ابن ابی لیلیٰ، ابن قیم اور محمد بن بشیر قاضیٔ قرطبہ گئے ہیں اور اسی کو ابن نجم حنفی نے ترجیح دی ہے اور احناف کے ہاں یہ ہے کہ گواہ پر قسم نہیں کیونکہ لفظ

شہادت قسم کے معنی کو شامل ہے اور حنابلہ کے نزدیک یہ ہے کہ ایسے گواہ سے قسم نہ لی جائے گی جو شہادت کے اٹھانے سے انکار کرے اور نہ حاکم سے جو فیصلہ سے انکار کرے اور نہ وصی سے وصیت کرنے والے پر قرض کی نفی پر قسم لی جائے گی۔"

اس سے معلوم ہوا کہ سید سابق، مجلّہ احکام عدلیہ اور باقی فقہاء کا فیصلہ زمانہ حال کے مطابق ہے۔

ایک گواہی اور قسم کے ساتھ دعویٰ کا اثبات :

یہ ایک قانونی مسئلہ ہے جو ائمہ اور فقہاء کے درمیان معرکتہ الآراء ہے بعض اس کے قائل ہیں کہ ایک شاہد اور مدعی کی قسم کے ساتھ فیصلہ کیا جاسکتا ہے چنانچہ ابن رشدؒ نے لکھا ہے"

"وَأَمَّا الْقَضَاءُ بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ فَإِنَّهُمُ اخْتَلَفُوا فِيهِ؛ فَقَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ، وَأَحْمَدُ، وَدَاوُدُ، وَأَبُو ثَوْرٍ وَالْفُقَهَاءُ السَّبْعَةُ الْمَدَنِيُّونَ وَجَمَاعَةٌ: يُقْضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ فِي الْأَمْوَالِ. وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ، وَالثَّوْرِيُّ، وَالْأَوْزَاعِيُّ وَجُمْهُورُ أَهْلِ الْعِرَاقِ: لَا يُقْضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ فِي شَيْءٍ "[۱۵]

ترجمہ : "گواہ کے ساتھ فیصلہ میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے امام مالکؒ، شافعیؒ، داؤدؒ اور مدینہ کے فقہاء سبعہ اور ایک جماعت (فقہاء) کا قول ہے کہ اموال میں گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ کیا جائے اور ابو حنیفہؒ، ثوری، اوزاعی اور جمہور اہل عراق کا قول یہ ہے کہ گواہ کے ساتھ قسم پر کسی چیز میں فیصلہ نہ کیا جائے۔"

ائمہ ثلاثہ اور ان کے اصحاب کے دلائل : ابن رشدؒ فرماتے ہیں :

"أَمَّا الْقَائِلُونَ بِهِ فَإِنَّهُمْ تَعَلَّقُوا فِي ذَلِكَ بِآثَارٍ كَثِيرَةٍ، مِنْهَا حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَحَدِيثُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَحَدِيثُ جَابِرٍ، إِلَّا أَنَّ الَّذِي خَرَّجَ مُسْلِمٌ مِنْهَا حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَلَفْظُهُ «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ» أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَلَمْ يُخَرِّجْهُ الْبُخَارِيُّ.

وَأَمَّا مَالِكٌ فَإِنَّمَا اعْتَمَدَ مُرْسَلَهُ فِي ذَلِكَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ» ؛ لِأَنَّ الْعَمَلَ عِنْدَهُ بِالْمَرَاسِيلِ وَاجِبٌ."[۱۶]

" اس کے قائلین بہت سے آثار کے ساتھ پیوستہ ہے ان میں سے حدیث ابن عباس، حدیث ابوہریرہ، حدیث زید بن ثابت، حدیث جابر، البتہ وہ جسے مسلم نے ان میں تخریج کیا ہے وہ ابن عباس کی حدیث ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔ بے شک حضورؐ نے گواہ کے

ساتھ (مدعی) کی قسم پر فیصلہ کیا اسے مسلم نے تو نکالا ہے لیکن بخاری نے اس کی تخریج نہیں کی۔ امام مالک نے اس میں اپنے مرسل کا اعتماد اس پر کیا ہے کہ جعفر بن محمد اپنے باپ سے راویت کرتے ہیں کہ "رسول اللہؐ نے گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ کیا" کیونکہ مراسیل پر عمل کرنا ان کے ہاں واجب ہے۔"

امام شافعیؒ اپنے دلائل کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَبِهَذَا نَقُولُ؛ لِأَنَّ عَلَيْهِ دَلَالَةَ السُّنَّةِ، ثُمَّ الْآثَارِ وَبَعْضِ الْإِجْمَاعِ، وَالْقِيَاسِ فَقُلْنَا يُقْضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ"[17]

ترجمہ: "امام شافعی نے فرمایا اسی کے ہم قائل ہیں اس لئے کہ اس پر سنت، آثار اور بعض اجماع اور قیاس کے دلائل ہیں پس ہم کہتے ہیں کہ شاہد کے ساتھ قسم پر فیصلہ کیا جائے۔"

امام مالکؒ، شافعیؒ اور احمدؒ وغیرہم کی بڑی دلیل جو ان کی عبارات میں بیان ہوئی ہے وہ مسلم شریف کی دلیل ہے جو ابن عباسؓ سے مروی ہے:

" أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِيَمِينٍ وَشَاهِدٍ"[18] ترجمہ: ب"ے شک رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ کے ساتھ (مدعی کی) قسم پر فیصلہ کیا۔"

ابن ماجہ میں یہ حدیث ابن عباسؓ سے اس طرح آئی ہے:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِالشَّاهِدِ وَالْيَمِينِ"[19]

ترجمہ: "ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ کیا۔"

یعنی مسلم شریف میں یمین پہلے شاہد بعد میں آیا ہے یہاں شاہد پہلے یمین بعد میں آئی ہے اس کے علاوہ اس فریق کی ایک دلیل اہل مدینہ کا تعامل ہے:

"عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ يَقْضُونَ بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ."[20] ترجمہ: "امام شعبیؒ سے روایت ہے بے شک اہل مدینہ گواہ کے ساتھ (مدعی کی) قسم پر فیصلہ کرتے ہیں۔"

ان کی ایک دلیل عمر بن عبدالعزیزؒ کا مکتوب گرامی ہے جو انہوں نے اپنے عاملین کی طرف تحریر فرمایا جس کا تذکرہ کتاب اُلام میں ہے:

" وَذَكَرَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمَاجِشُونِ عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ كَتَبْت إلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ أُخْبِرُهُ أَنِّي لَمْ أَجِدْ الْيَمِينَ مَعَ الشَّاهِدِ إلَّا بِالْمَدِينَةِ قَالَ فَكَتَبَ إلَيَّ أَنْ اقْضِ بِهَا فَإِنَّهَا السُّنَّةُ"[21]

ترجمہ: "عمر بن عبدالعزیزؒ نے زریق بن حکیم سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کی طرف لکھا مجھے بتلائے کہ میں گواہ کے ساتھ قسم صرف اہل مدینہ میں دیکھتا ہو تو انہوں میں میری طرف لکھا اس کے ساتھ فیصلہ کرے بے شک سنت ہے۔"

ابو حنیفہؒ اور اُن کے اصحاب کے دلائل:

جو لوگ قضاء الیمین مع الشاھد کے قائل نہیں ان کے دلائل کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ یہ حدیث جو ایک گواہ اور قسم کے فیصلے پر مبنی ہے قرآن حکیم کے مخالف ہے لہٰذا اس کے ذریعے قرآن پر اضافہ ہے۔

۲۔ یہ حدیث متواتر نہیں ہے۔

۳۔ صحیح متواتر احادیث میں حضورؐ نے مدعی پر گواہ اور منکر (مدعی علیہ) پر قسم ہے۔

حدیث القضاء بالشاھد والیمین پر احناف کا تبصرہ:

احناف کے ہاں "ایک گواہ اور مدعی کی قسم" والی حدیث ایک تو قرآن کے مخالف ہے اس بناء پر قابل عمل نہیں دوسری بات یہ ہے کہ خود حدیث بھی محل نظر ہے اس حدیث میں مذکور فیصلے کا بھی کسی نے غالباً ذکر نہیں کیا کہ حضورؐ نے کونسا فیصلہ کیا تھا ایک گواہ اور ایک مدعی کی قسم پر، اس کے علاوہ ابن ماجہ کے الفاظ تو یہ ہیں کہ آپؐ نے اجازت دی:

" أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَجَازَ شَهَادَةَ الرَّجُلِ، وَيَمِينَ الطَّالِبِ"[۲۲] ترجمہ:

"نبی کریمؐ نے ایک مرد کی گواہی اور مدعی کی قسم کی اجازت فرمائی"

اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ نے فیصلہ نہیں فرمایا بلکہ اس کی اجازت دی ہے۔

ان حضرات کی طرف سے حدیث کی ایک توجیہہ یہ پیش کی گئ ہے کہ مدعی نے تو ایک گواہ پیش کیا لیکن آپؐ نے مدعی علیہ کی قسم پر فیصلہ دیا۔

ترجمہ: "توربشتی کا کہنا ہے حدیث کی توجیہہ ان حضرات کے نزدیک جو ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلے کے قائل نہیں، یہ ہے کہ آپؐ نے مدعی علیہ کی قسم پر فیصلہ کیا جبکہ مدعی ایک گواہ پیش کرچکا تھا اور گواہوں کی تعداد کے پورا کرنے سے قاصر رہا۔ اس کے علاوہ امام طحاویؒ نے ایک قول یہ بھی پیش کیا ہے کہ "اس حدیث کی روایت میں ایک راوی قیس جس کی روایت ہم عمرو بن دینار سے نہیں جانتے "إِنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ لَا تُعْرَفُ لَهُ رِوَايَةٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ"[۲۳]

امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کی مستحکم دلیل:

امام ابو حنیفہؒ اور ان کے ہمنواؤں کی مستحکم دلیل وہ حدیث ہے جو امام بیہقی نے بیان کی ہے اور مشہور ہے بلکہ اسلامی قانون کی اصل واساس یہی حدیث ہے:

"عن ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعَى رِجَالٌ أَمْوَالَ قَوْمٍ وَدِمَاءَهُمْ، وَلَكِنَّ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمُدَّعِي، وَالْيَمِينَ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ"[۲۴]

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عباسؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اگر لوگوں کو ان کے دعویٰ کی بناء پر تو لوگ لوگوں کے خونوں اور مالوں کے مدعی بن جائیں گے لیکن گواہ مدعی پر اور قسم اس پر جو انکار کرے۔"

یہ حدیث صحاح ستہ میں مذکور ہے البتہ "البینة علی المدعی" کے الفاظ وہاں مذکور نہیں ہیں لیکن بہر حال حدیث کی روش سے سمجھا یہی جاتا ہے اور متفق علیہ مسئلہ بھی ہے کہ گواہ مدعی پر ہے خود امام ابو حنیفہؒ کی مسند میں یہ الفاظ پائے جاتے ہیں:

"الْمُدَّعَى عَلَيْهِ أَوْلَى بِالْيَمِينِ إِذَا لَمْ تَكُنْ بَيِّنَةٌ"[۲۵] ترجمہ: "مدعا علیہ قسم کا زیادہ حقدار ہے جب گواہ نہ ہوں۔"

بعض حضرات نے اسے ابن عباسؓ کا قول قرار دیا ہے جس کی امام نوویؒ نے بڑی سختی کے ساتھ تردید کی ہے اور فرمایا کہ ابو داؤد اور ترمذی نے اسے نبی کریمؐ تک مرفوع بیان کیا ہے خود امام نووی نے اس حدیث کو اربعین نووی میں ذکر فرمایا ہے اور اس کے بارے میں لکھا ہے:

"وَهَذَا الْحَدِيثُ قَاعِدَةٌ كَبِيرَةٌ مِنْ قَوَاعِدِ أَحْكَامِ الشَّرْعِ "[۲۶] ترجمہ: یہ حدیث احکام شریعت کی بنیادوں میں سے بڑی بنیاد ہے۔

خلاصۂ بحث:

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو دین اسلام عطا کیا ہے وہ ہر لحاظ سے کامل اور مکمل ہے جس میں انسانی زندگی سے متعلقہ تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ انسانی معاملات میں محکمہ قضاء سے متعلق دعویٰ کا ایک مستقل قانون موجود ہے جس میں مدعی اور مدعیٰ علیہ کو شریعت نے عمل پیرا ہونے کا پابند بنایا ہے تاکہ ان میں کسی بھی قسم کا جھگڑا و نزاع کو شریعت کے اصولوں کی روشنی میں حل کیا جائے ، پس ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان دعویٰ سے متعلق جملہ مسائل واحکام سے واقف ہوں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حواشی وحوالہ جات:

۱. العینی، أبو محمد، بدر الدین، محمود بن أحمد بن موسی، الغیتابی، الحنفی (المتوفی: ۸۵۵ھ)، البنایة شرح الهدایة، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۱٤۲۰ ھ، ۹:۳۱۳.

Al-Ayni, Abu Muhammad, Badrudeen, Mahmud Bin 'Ahmad Bin Musa, Al-Ghitabi, Al-Hanfi (855Ah), Al-Binayah Sharh Al-Hidayah, Darulkutub Al-Elmiah, Bayrut, 1420 Ah, 313:9.

۲- القدوري، أبو الحسین، أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر بن حمدان (المتوفی: ٤۲۸ھـ)، مختصر القدوري في الفقه الحنفي، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۱٤۱۸ھ - ۱۹۹۷م، ۱:۲۱٤

Al-Quduri, 'Abu Al-Husayn, 'Ahmad Bin Muhammad Bin 'Ahmad Bin Ja'efar Bin Hamdan (428Ah), Mukhtasar Al-Quduri Fi Al-Fiqh Al-Hanafi, Dar Al-Kutub Al-Elmiah, Bayrut, 1418Ah - 1997, 214:1

۳- حوالہ بالا

Ibid.

٤- مجلة الاحکام العدلیه، مترجم، عبدالقدوس ہاشمی، محکمة اوقاف پنجاب، دفعة، 1613، ص، 371

Mujalatul Al-Ahkam Al-Adlayah, Mutarjim, Abdalqudus, Hashamy, Mahakma Awqaf Punjab, Dafa'e 1613, p:371.

٥- البخاري، محمد بن إسماعیل أبو عبدالله البخاري الجعفي، محقق :محمد زهیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة ۳:۱۸٤، حدیث: ۲٦۹٥، الطبعة: الأولی، ۱٤۲۲ھ

Al-Bukhari, Muhammad Bin Isma'eil 'Abu Abdallah Al-Ju'efi, Muhaqaq :Muhammad Zuhayr Bin Nasir Al-Nasir, Dar Tawq Al-Najat, 3:184: Hadith: 2695, 1st edition, 1422h

٦- القدوري، أبو الحسین، أحمد بن محمد بن أحمد (المتوفی: ٤۲۸ھـ)، مختصر القدوري في الفقه الحنفي، حوالہ بالا-

Al-Quduri, Mukhtasar Al-Quduri Fi Al-Fiqh Al-Hanafi, 214:1

۷- البابرتي، أبو عبد الله، أکمل الدین، محمد بن محمد بن محمود (المتوفی: ۷۸٦ھـ)، العنایة شرح الهدایة، دار الفکر، بدون تاریخ طبع، ۸:۱۹۸

Al-Babarti, 'Abu Abdullah, 'Akmaludeen, Muhammad Bin Muhammad Bin Mahmud (786Ah), Al-Enayah Sharh Al-Hidayah, Darul Fikr, 8: 198.

۸- ابن قدامة، أبو محمد موفق الدین، عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة، الحنبلي (المتوفی: ٦۲۰ھـ)، المغني لابن قدامة، مکتبة القاهرة، ۱۰:۲۱۰

Ibn Qudamah, Abu Muhammad Muafaq Al-Deen, Abdullh Bin 'Ahmad Bin Muhammad Bin Qudamah, Al-Hanbali (620Ah), Al-Mughani, Maktabah Al-Qahirah, 10:210.

۹- سید سابق (المتوفی: ۱٤۲۰ھ)، فقه السنة، دار الکتاب العربي، بیروت، الطبعة: الثالثة، ۱۳۹۷ ھ - ۱۹۷۷م، ۳:٤٥۰

Syed Sabiq (1420Ah), Fiqhu Sunnah, Dar Al-Kitab Al-Arabi, Bayrut, 3rd Edition 1397Ah - 1977, 3:450.

۱۰ Encyclopedia Britannica ,london,16:664,176

۱۱- Encyclopedia Britannica, london,16:664,1768

۱۲- الفیروزآبادی، أبو طاهر مجد الدین، محمد بن یعقوب (المتوفى: ۸۱۷ھ)، القاموس المحیط، مکتب تحقیق التراث في مؤسسة الرسالة، الناشر: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، 1:292، ذیل مادہ ش

Al-Firuzabade, Abu Tahir Majdudeen, Muhammad Bin Yaequb (817Ah), Al-Qamus Al-Muheet, Maktab Tahqiq Al-Turath Fi Muasasat Al-Risalah, Al-Nashir: Muasasat Al-Risalah Li Tiba'at Wa Nashr Wa Tawzi'e, Bayrut, Lubnan, 1:292, Madah ش

۱۳- علي حیدر خواجه أمین أفندي (المتوفى: ۱۳۵۳ھ)، درر الحکام في شرح مجلة الأحکام، فهمي الحسیني، دار الجیل، ۱٤۱۱ھ - ۱۹۹۱م،4:457.

Ali Haydar Khawajah 'Amin 'Afandi (1353Ah), Durar Al-Hukam Fi Sharh Mujalah Al-Ahkam, Fahmi Al-Husayni, Dar Al-Jeel, 1411Ah - 1991, 4:457.

۱٤- سید سابق (المتوفى: ۱٤۲۰ھ)، فقه السنة، حواله سابق،٥:٤٥٠-

Syed Sabiq (1420Ah), Fiqh Al-Sunnah, 5:450-

۱٥- ابن رشد الحفید، أبو الولید محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد بن رشد القرطبي (المتوفى: ٥۹٥ھ)، بدایة المجتهد ونهایة المقتصد، دار الحدیث، القاهرة ۱٤۲٥ھ - ۲۰۰٤، 4:251-250

Ibn Rushd Al-Hafeed, 'Abu Al-Walid Muhammad Bin 'Ahmad Bin Muhammad Bin 'Ahmad Bin Rushd Al-Qurtabi (595Ah), Bidayatul-Mujtahid Wa Nihayat Al-Muqtasid, Dar Al-Hadith, Al-Qahirah 1425Ah - 2004, 4:250-251.

۱٦- حواله بالا.

Ibid.

۱۷- الشافعي، أبو عبد الله، محمد بن إدریس بن العباس القرشي المکي (المتوفى: ۲۰٤ھ)، الأم، دار المعرفة، بیروت سنة النشر: ۱٤۱۰ھ/۱۹۹۰م، ۷:۹۱

Al-Shafi'ei, Abu Abdullah, Muhammad Bin 'Idris Bin Al-Abas Al-Qurashi Al-Makiy (204Ah), Al-Um, Dar Al-Ma'erifah, Bayrut: 1410Ah/1990, 7: 91.

۱۸- القشیري، أبو الحسن، مسلم بن الحجاج (المتوفى: ۲٦۱ھ)، صحیح مسلم،حواله سابق، ۳:۱۳۳۷، رقم الحدیث :۱۷۱۲

Al-Qushayri, 'Abu Al-Hasan, Muslim Bin Al-Hajaj (261Ah), Sahih Muslim,3:1337, H#:1712

۱۹- ابن ماجة، أبو عبد الله، محمد بن یزید، (المتوفى: ۲۷۳ھ)، سنن ابن ماجه، حواله سابق، رقم الحدیث:۲۳۷۰

Ibn Majah, 'Abu Abdullah, Muhammad Bin Yazid, (273Ah), Sunan Ibn Majah, H#:2370

۲۰- الشافعي، الأم، حواله سابق، ٦:۲۷٤

Al-Shafi'ei, 'Abu Abdullah, Al'um, 6: 274.

۲۱- حواله بالا. Ibid.

۲۲- ابن ماجة، سنن ابن ماجه، حواله سابق، رقم الحدیث:۲۳۷۱

Ibn Majah, Sunan Ibn Majah, Hadith: 2371

٢٣۔ الزرقاني، محمد بن عبد الباقي بن يوسف الأزهري (المتوفى: ١١٢٢هـ) ، شرح الزرقاني على موطأ الإمام مالك، مكتبة الثقافة الدينية، القاهرة،13:4.

Al-Zarqani, Muhammad Bin Abdulbaqi Bin Yusuf Al'azhari (1122Ah) , Sharah Al-Zarqani Ala Muata Imam Malk, Maktabah Al-Thaqafah Al-Diyniah, Al-Qahirah, 4:13.

٢٤۔ البيهقي، أبو بكر، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى، الخراساني (المتوفى: ٤٥٨هـ)، السنن الصغير، جامعة الدراسات الإسلامية، كراتشي . باكستان،188:4، رقم الحديث٣٣٨٦.

Al-Bayhaqi, 'Abu Bakr, 'Ahmad Bin Al-Husayn Bin Ali Bin Musa, Al-Khurasani (458Ah), Al-Sunan Al-Saghir, Jamieah Al-Dirasat Al-Islamiah, Karachi Pakistan,4:188, Hadith: 3386.

٢٥۔ أبو حنيفة، النعمان بن ثابت بن زوطي (المتوفى: ١٥٠هـ)، مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي، الآداب، مصر.

'Abu Hanifah, Al-Nu'eman Bin Thabit Bin Zuti (150Ah), Musnad 'Abi Hanifah Riwayah Al-Hasakfi, Al-Adab, Egypt.

٢٦۔ النووي، أبو زكريا، محيي الدين، يحيى بن شرف (المتوفى: ٦٧٦هـ)، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ١٣٩٢،3:12.

Al-Nawawi, 'Abu Zakaria, Muhydeen, Yahya Bin Sharaf (676Ah), Al-Minhaj Sharh Sahih Muslim Bin Al-Hajaj, Dar 'Ihya' Al-Turath Al-Arabi, Bayrut, 1392Ah, 3:12.